ارمغان قیصر

یعنی

بریلی کے ماہواری مشاعرہ کی چند غزلون کا مجموعہ

جسکو

جناب حکیم عبدالعلی خانصاحب آسی بریلوی نے مرتب کیا

اور

محمد واحد یار خان شائق نے مولوی قمر علی صاحب وکیل بی اے ایل ایل بی

کے

مطبع تعلیمی بریلی واقع دیوانخانہ مین چھپوایا

قیمت فی جلد بلا محصول ایک آنہ مع محصول ۱؍ ـــ اپریل سنہ ۱۹۱۰ع

از جناب منشی محمد واحد یار خان صاحب شاغل حنفی شاگرد حضرت قیصر

پیچھے تو لپٹ اسکی محبت مین کھلا جاتا ہے — یہ سمجھتے کیا دل بیتاب ہوا جاتا ہے
دیکھیان کیسو کا شب ہجر جو آجاتا ہے — جوش وحشت کو مری اور بڑھا جاتا ہے
جوشش گریہ مرا حال ہے اب قابل رحم — دل کوئی دم مین لہو ہو کے بہا جاتا ہے
واسطے نقد یہ وہ بے پردہ جو ہو جاتے ہین — دیکھنے بھی نہین پاتے کہ غش آجاتا ہے
وہ اُدھر وصل مین پاس آنے سے گھبراتے ہین — دل ادھر شوق مین بیتاب ہوا جاتا ہے
پھر بھلا وصل کا ارمان نکالیگا وہ کیا — ایک بوسہ بھی نہین جس سے دیا جاتا ہے
انہو دے نامہ و فریاد کی رخصت ظالم — دل مرا فرط تحمل سے گھٹا جاتا ہے
سنکے کہتے ہین وہ افسانہ مرا اے شاغل — چپ رہو دل مرا سینہ مین ہلا جاتا ہے

احباب سے درخواست

ہر انگریزی مہینہ کی آخری سشنبہ کی شب کو جناب میر نثار حسین صاحب جعفری آرزو کے مکان پر (محلہ باجتی - شہر کہنہ - بریلی) مشاعرہ ہوا کرتا ہے احباب سے درخواست ہے کہ شریک مشاعرہ ہوکر اپنے کلام سے محظوظ فرمایا کرین - ایک سو درخواست خریداری آنے پر

ارمغان قیصر ماہواری شائع کیا جاسکیگا

۳۰ - اپریل کو - اس طرح پر مشاعرہ ہوگا -

مصرع طرح - ہمارے سینہ مین دل بیقرار ہوجاتا (مجوزہ کیٹی) بیقرار قافیہ ہوجاتا ردیف

۲۸ - مئی کو اسطرح پر مشاعرہ ہوگا - جنہین آنکھو نہین رکھتے ہین جنہین دل مین بٹھاتے ہین مجوزہ

بٹھاتے بتاتے قافیہ } ردیف - ہین

نیاز مند - عبد العلی خان - شہر کہنہ

باشی بریلی

ارمغان قیصر

طرح ۔ روزِ فراق روزِ قیامت سے کم نہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جناب مرزا وزیر بیگ صاحب آباد خلف و تلمیذ حضرت قیصر بریلوی مدظلہ العالی

داغِ فراق ہی اسے درہم سے کم نہیں
کچھ ہو تو تم ہو تو نہ ہو اس کا غم نہیں
وعدہ تمہارا وہ نہیں پورا ہو جو کبھی
جس پر نہ لوٹ دل ہو تمہاری ادا نہیں
ہنسی ہنسی کا کہاں ہوگا قیصر
جو خود پسند ہیں وہ خدا کو ہیں ناپسند
غم کھاتے کھاتے آپکا غمخوار سیر ہے
فرقت کے داغ دیتے ہیں لیتے ہیں جنس دل
رکھتا ہوں اپنے نامہ اعمال کو سیاہ
رکھیں حباب پر جو قدم آبلہ پڑے
کیا کیا اوٹھانا پڑتے ہیں الفت میں رنج و غم
آدم میں ایک دم ہے عدم میں بھی ایک دم
عشاق کو ہے رنج و الم عیش کا سبب

بندہ تمہارا بندہ کا دام و درم نہیں
آزاد ہو گئے تو غم بیش و کم نہیں
جسکا یقین ہو وہ تمہاری قسم نہیں
جس سے نہ جان جائے تمہارا ستم نہیں
کچھ فاصلہ میان وجود و عدم نہیں
کچھ ہیں وہی جو آپکو کہتے ہیں ہم نہیں
جھوٹی تو کیسی سچی بھی کھانا قسم نہیں
بندہ ہیں یار کا ہوں مگر بے درم نہیں
مجبور ہوں کہ ہاتھ میں میرے قلم نہیں
اون سا کوئی جہان میں نازک قدم نہیں
آنا ہی دل کا جان کے جانے سے کم نہیں
آدم کو پھر نصیب ہو کیونکر عدم نہیں
آباد کو شکایت بخت و ستم نہیں

جناب محمد حمید اللہ خاں صاحب حمید بریلوی تلمیذ حضرت قیصر بریلوی

ملنے نہ ملئے آپ تو کچھ دل کو غم نہیں
شکوہ کریں زبان سے ایسے تو ہم نہیں

اب تک تو سہتے آپکی ظلم و ستم سہے
ہاں اب او ٹھیں گے ہم سے یہ جور و ستم نہیں

سرکار تاڑ لیجیے طرز نگاہ کو
مطلب زبان سے آپ کہیں ایسے ہم نہیں

در در پھرایا عاشق ناکام کو مگر
گردش تمہاری چشم فسونگر کے کم نہیں

پہلو سے تم اوٹھے کہ دھواں پھیل گیا [illegible]
جاتے تو ہو مگر یہ سمجھ لو کہ ہم نہیں

کس روز بیٹھ رقیب کے آگے وہ میرے گھر
کس روز میری جان پہ لائے ستم نہیں

میری طرف سے غیر نے کیا کان بھر دئے
اگلا سا کیوں حضور کا لطف و کرم نہیں

اب رحم کر ترے [illegible] ہیں اے ستم شعار
اب فراق اب ترے سر کی قسم نہیں

جناب مرزا یعقوب بیگ صاحب حیرت خلف و تلمیذ حضرت قیصر بریلوی

ناز و ادا نہیں ہیں کہ جور و ستم نہیں
طفلی بھی تیری عہد جوانی سے کم نہیں

کچھ تو سبب ہے جب تو وہ لطف و کرم نہیں
اگلے سے تم نہیں ہو کہ پہلے سے ہم نہیں

منت کریں خطا کی معافی طلب کریں
ہو ایک دن کا اونکو منانا تو غم نہیں

پامال کسطرح سے کیے سیکڑوں کے دل
رکھا ہے گھر سے اپنے باہر قدم نہیں

ہیں جان و دل سے آپکے اوپر فریفتہ
غیروں کی طرح چاہنے والوں میں ہم نہیں

ایسی ہو جور و ظلم کے تم ہم وفا شعار
تم ہم سے کم نہیں ہو تو ہم تم سے کم نہیں

کس روز عرش پاک تک آہ گئی نہیں
ای آہ کب فلک ترے زیر قدم نہیں

ہیں دونوں ایک عاشق جانباز کے لئے
ابرو کے تیغ خنجر مژگاں سے کم نہیں

رکھا ہے آپنے ہمیں پھر کس شمار میں
سرکار کے جو چاہنے والے ہیں ہم نہیں

دیکھا جو اوس پری کو تو سکتا سا ہو گیا
میں نے نظر اوٹھائی تو اوٹھا قدم نہیں

یہ حسن جسکو چاہے بنائے برا بھلا
ورنہ بشر بشر سے کسیطرح کم نہیں

لکھتا ہے جو صفت گل رخسار یار کی
منقار ہے ہزار کی حیرت قلم نہیں

جناب منشی دلاور حسین خان صاحب دلاور بریلوی تلمیذ حضرت قیصر بریلوی

ہین سرپرست آپ تو پھر کوئی غم نہین
خوف گناہ مجھکو شفیع امم نہین

ترجیح اوس پہ خلد برین کو نہین کہین
کوچہ مجھے حضور کا جنت سے کم نہین

جب یاد آگئی مرے آنسو نکل پڑے
کب دُرفشان فراق مین یہ چشم نم نہین

حسرت یہی تھی روضۂ پُرنور مل گیا
ارمان اور کوئی خدا کی قسم نہین

دلمین ہے اشتیاق مدینہ کی دید کا
زنہار مجکو خواہش باغ ارم نہین

روئے نبی کا دلمین تصور ہی ہر گھڑی
مین مرتبہ مین حافظ قرآن سے کم نہین

پھر خدا دکھائیے جلوہ مجھے حضور
فرقت مین ہے یہ حال کہ اب دم مین دم نہین

فرقت کا حال کیسے دلاور بیان ہو
روز فراق روز قیامت سے کم نہین

جناب منشی احمد یار خان صاحب صادق بریلوی - تلمیذ حضرت قیصر بریلوی

ہے کونسی جگہ کہ جہان وہ صنم نہین
بتخانہ مین نہین کہ میان حرم نہین

آنکھون سے سوجھتا نہین حیران ہون کیا کرون
روز فراق بھی شب یلدا سے کم نہین

وہ پاس ہے تو لطف ہے جینے کا ورنہ پھر
کیا خاک زندگی ہی جو بر مین صنم نہین

جسطرح سے ہو جان پہ کھیلینگے ہم ضرور
خنجر نہین ہے آپکا یا اپنا دم نہین

سامان قتل کرنا رکھے نہین حسین
چین جبین نہین ہے کہ ابرو مین خم نہین

آنکھون کے سامنے ہو تصور مین ہر گھڑی
پہلو مین جو نہین ہے تو ہو اسکا غم نہین

صادق جو بوسہ وصل مین اونسے طلب کیا
کس ناز سے وہ کہتے ہین لینگے ہم نہین

جناب حکیم عبد العلی خان صاحب عابد بریلوی تلمیذ حضرت قیصر بریلوی

حامی حشر کیا شہ عالی ہمم نہین
کیا ماحی گناہ شفیع امم نہین

جب سے سُنا ہے شافع محشر حضور کو
روز جزا کا خوف قیامت کا غم نہین

پہنچے وہان جہان پہ فرشتے نہ جا سکے
سرکار سا جہان مین عالی ہمم نہین

پیدا ہوئے حضور تو شان عرب بڑھی
وصف حضور لکھے یہ تاب قلم نہیں

عشق نبی میں جان جو جائے خوشی خوشی
کچھ درد و غم نہیں مجھے رنج و الم نہیں

بیڑا کریں گے پار وہ بحر کرم مرا
کشتی کو میری موج حوادث کا غم نہیں

ان کے گدایوں میں جو ہو حشر میں شمار
پھر جرم بے حساب کا کچھ رنج و غم نہیں

عابد یہ روز حشر ملا لطف کا صلہ
فضل خدا سے خوش ہیں کوئی رنج و غم نہیں

جناب تمکین شیخ مسیح اللہ صاحب بریلی شاگرد جناب قیصر بریلی مدظلہ العالی

ہم اور حرف شکوہ غلط ایسے ہم نہیں
واللہ جھوٹ جھوٹ خدا کی قسم نہیں

ان کا رد وصل بھی نہ لکھا تم نے صاف اور
خط میں بھی کوئی حرف تسلی رقم نہیں

بے رحم انتہا کے یہ ظالم بلا کے ہیں
مہر و وفا تو ان میں خدا کی قسم نہیں

تیرا پتا نشان ملے بھی تو کس طرح
پڑتے زمیں پہ تیرے نقش قدم نہیں

وہ وہ ترے فراق میں صدمے اٹھا رہے ہیں
مرنے کے بعد بھی انہیں بھولیں گے ہم نہیں

قدرت تو دیکھیے کہ معلق کیا فلک
جس میں کوئی ستون نہیں کوئی خم نہیں

شوخی کسی کے حسن کی کہتی ہے بار بار
پردہ میں ساتھ آپ کے بیٹھیں وہ ہم نہیں

تمکین خط تو بھیجتے ہو ان کو تم مگر
قاصد کی جان پر کوئی ٹوٹے ستم نہیں

جناب میر اشتیاق حسین جعفری فائق بریلوی تلمیذ حضرت قیصر بریلوی

ہستی نہیں ہے کچھ کہ وطن ہے عدم نہیں
اس گھر میں ہم نہیں ہیں کہ اس گھر میں ہم نہیں

ہم پہ ستم ہزار کرو اس کا غم نہیں
شکوہ زبان پر بھی لائیں وہ ہم نہیں

اک غیر ہیں کہ ہجر کا کچھ ان کو غم نہیں
جن کو کبھی ہو وصل میسر وہ ہم نہیں

سوز فراق رشک عدو آرزوئے مرگ
ہے ایک جان زار کو کس کس کا غم نہیں

کیوں دیکھ دیکھ کر ہمیں شرمائے جاتی ہو
محشر میں کچھ زبان سے کہنے کے ہم نہیں

نادم ہیں اپنی وعدہ خلافی سے آپ کیوں
مجھکو خیال بھی تو خدا کی قسم نہیں

ہم بیقرار جان حزین دل کو اضطراب
حیران ہین کہ خط مین ہے کیا کیا رقم نہین

جور و جفا انکی ہو یا لب شیرین کی گالیان
اسمین کرم نہین ہے کہ اوسمین کرم نہین

رہتے ہین آپ اپنی نظر سے چھپے ہوئے
دکھلائی دیتے اپنی ہی آنکھوں مین ہم نہین

شوخی مین انکی اور شرارت مین حجت تھی
تم ہم سے کم نہین ہو تو ہم تم سے کم نہین

موسیٰ نے جسکو طور پہ دیکھا تمہین تو تھے
تھا اور کوئی غیر تمہاری قسم نہین

باہر ہوئے جو پردے سے تم پھر نہین ہے خبر
بیٹھے جو آپ بام کے اوپر تو ہم نہین

اوس درد نا شناس کو دل دیکے کیا کرین
فائق کچھ اپنی جان کے دشمن تو ہم نہین

جناب مولوی مرزا رستم بیگ صاحب قیصر بریلوی تلمیذ حضرت عزیز مرحوم

جوہر تمہاری تیغ مین کیا کیا بہم نہین
ابر کرم نہین ہے کہ برق ستم نہین

پہونچا ہے کس مقام پر اپنا قدم نہین
کوئی وہان نہین ہے جہان کوئی ہم نہین

خط مین کیا تھا کونسا مطلب رقم نہین
ہر بات کا جواب دیا تاب قلم نہین

اعجاز دیکھنا میرے قلب رقیق کا
دریا بہا دے اگر آنکھوں مین نم نہین

کھینچکر وہ تیغ رہ گئی حالت میری ہے غیر
کاٹو تو تن مین خون نہین دم مین دم نہین

عشاق سیکڑون ہین تو معشوق بھی ہزار
ہم سے اگر بہت ہین تو تم سے بھی کم نہین

دیکھا طریق عشق مین فرہاد و قیس کو
آگے بڑھا ہوا کوئی ہم سے قدم نہین

کیون ناز ان بتون کو ہے اپنے جمال پر
اہل سخن کا حسن طبیعت بھی کم نہین

خضر طریق عشق ہون پیرو ہین سب میرے
رکھتا ہے کون میرے قدم پر قدم نہین

اللہ ری کشش خم گیسوئے یار کی
محفوظ اس کمند سے صید حرم نہین

دونو کا ایک حکم ہے عاشق کی جان پر
غصہ کی اک موج تبسم سے کم نہین

تم سر سے پاؤن تک ہو مجسم حسن و ناز ہو
حد ہوچکی قسم کی اب آگے قسم نہین

پہنچی ادھر ادھر ہوئی عالم مین مشتہر
خورشید کی شعاع ہے تیغ علم نہین

ہوجائین بھی دلمین شیوۂ رنگین اپنے جوش بھی
کیسا ہی یہ حباب جو دریا سے کم نہین

ہے چشم تیری چشم سے آہو ہو کیا مجال
تصویر کا جو شیر ہے شیر اجم نہین

مشہور فلک نیاب اسکی وجہ سے ہوا
عالم مین کوئی وار سے بڑھکر علم نہین

سالم تھی اپنی عقل تو وہ ناپدید تھے
عالم مین تیرے دہن کی جو آسنے تو تم نہین

ہر دم رہ عدم مین قدم کا جواب ہے
مسدود ایکدم کو بھی راہ عدم نہین

دعویٰ یہ اپنے اٹھنے کا ہے شیخ کو سچا
پتھر تمہارے در کا نہین ہے کہ ہم نہین

خوش ہستم مین ملی تو کبھی سیر یان
بندے خدا کے بندہ کا بندہ شکم نہین

یہ بھی تھی ایک بات جو منہ سے نکل گئی
وعدہ تمہارا قول نہین ہے کہ قسم نہین

قیصر سے رند پیر مغان کا ہے معتقد
کچھ برہمن نہین ہے شیخ حرم نہین

جناب منشی احمد یار خان صاحب وفا بریلوی تلمیذ حضرت قیصر بریلوی

رضوان مجھے تو خواہش باغ ارم نہین
جنت سے مجھکو دشت مدینہ بھی کم نہین

کب آفتاب حشر کی تابش سے ڈر مجھے
کیا میرے سر پہ سایۂ ابر کرم نہین

شداد یہ ہے جائے غلامان شاہ دین
تیرے لیے یہ گلشن باغ ارم نہین

مضمون ملا ہی خوب ہمین زلف شاہ کا
بخشش کا سلسلہ ہے یہ وجہ الم نہین

قطعہ بند

واعظ مین ہون غلام شہ دو جہان کا
روز حساب کا مجھے مطلق الم نہین

کیون بار بار کرتا ہی تعریف خلد کی
کوئے نبی سے بڑھکے تو باغ ارم نہین

دیدار مصطفیٰ کا ہو یارب مجھے نصیب
روز فراق روز قیامت سے کم نہین

اب روک لے وفا قلم دو زبان کو تو
نعت نبی مین شعر تو اسکے بھی کم نہین

جناب میر آرزو صاحب بریلوی شاگرد حضرت قیصر بریلوی

ہمدرد دل کا درد نہین یا الم نہین
کس کس کا میرے حال پہ لطف و کرم نہین

یاس و ملال و رنج و قلق یاں کہاں نہین
کیا کیا ہمارے بخت سیہ مین رقم نہین

جینے کی جب خوشی نہین مرنیکا غم نہین
ہم سے ملو ملو نہ ملو اسکا غم نہین
دم پر بنی ہے دیر سے کیا کام کر اجل
لے لے گی جان دلکی تڑپ آ گیا یقین
اپنے واسطے کسی سے کوئی اسطرح نہ ہو
دم پر یہان بنی ہے تمناے وصل مین
ہونی پڑی ہی تحمل دل مدتون سے آہ
آئے ہین وہ سنبھلنے دے اے بیخودی ذرا
سوتے ہین کس فراغت سے جیسے رہرو عدم
غم سہتے سہتے رنگ طبیعت بدل گیا
ایسے کسی کی یاد مین کھوے گئے ہین ہم
اے چارہ ساز زیست کی امید ہو تو خاک
بلوا کے پھر کسی کو ہم آپسے مین کیا کرین
ارمان وصل یار سے دل مین بھرا ہوا
لیجیے نہ رحم آہ کی رخصت تو دیجیے
کرتا ہون آہ دل کو ذرا تھام لیجیے
یہ کہکے ہم نے ایسے بھی اونکو چھڑا دیا
دل دیکے ہین تم کو تمہین کو کرین پیار
روداد حال اونکا لکھون بھی تو کیا لکھون
دم پر بنی ہے چپ ہون مگر اس خیال سے
وابستہ جس سے زیست ہو ہم اوسکو چھوڑ دین

پھر دل کبھی جب جان گئی جائے الم نہین
دل دیکے تم کو پھیر لین ایسے تو ہم نہین
وہ آئین دیکھنے کو ہمارے وہ ہم نہین
وہ آج دیکھنے کو نہ آئے تو ہم نہین
قائل وہ اس ستم کے کبھی اب آہ ہم نہین
اونکی زبان پہ ہے وہی ایک دو ہم نہین
وہ درد و غم نہین وہ ہجوم الم نہین
کیا قہر ہے وہ پاس ہمارے ہین ہم نہین
گویا انہین ذرا غم و فکر و الم نہین
شکوہ جفا کا خواہش لطف و کرم نہین
اب دل نہ چاہنے کا کوئی ہین رنج و غم نہین
کچھ آج درد کل سے زیادہ و کم نہین
یاراے گفتگو نہین افسوس مین ہی غم نہین
اے چارہ ساز ہوش کی لے یہ ورم نہین
اب تاب ضبط آپ کے سر کی قسم نہین
وہ گھر سے چلا ہو اب مجھے تاب الم نہین
تم کیا ستاؤ گے تو ہین عشق ستم نہین
کوئی بھی کچھ کہے نہین کچھ اس کا غم نہین
مجبور ہون کہ ضعف سے اوٹھتا قلم نہین
وہ یہ نہ کہہ اوٹھین تجھے تاب ستم نہین
ناصح سمجھ تو دل مین ذرا یہ ستم نہین!!

جنت سے کوئی حور جو لادے تو بات بھی / واعظ کی محض چال مین آئین وہ ہم نہین
اگلی سی صحبتین وہ کہان آہ آرزو / اب اونسے ربط و ضبط ہمارا بہم نہین

ارمغان قیصر

طرح - تونے کیون سونپی ہی حیدر در کی دربانی مجھے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جناب نادر بیگ صاحب آباد خلف و تلمیذ حضرت قیصر بریلوی مدظلہ

جب نظر آتا کہین ہی موج زن پانی مجھے / یاد آجاتی ہے اونکی چین پیشانی مجھے
ہوگیا دشوار کشف راز پنہانی مجھے / کیون کیا تھا رازدار راز سلطانی مجھے
اوس پری کے ہجر مین اتنا گھٹے جسم نزار / مور کا پر بھی ہے تخت سلیمانی مجھے
حضرت دل کا ہوا دربار جب سے معتقد / عرض کرتی ہے زبان ملجائے دربانی مجھے
آرزوئے قتل پر آئے گی جبھی چاہ ہو / دل ملا پتھر کا اونکو اور گرانجانی مجھے
مین عدم سے جب یہان آیا تو آیا برہنہ / فطرتی ہی کیون نہ ہو مرغوب عریانی مجھے
اونکے غصہ کا مجھے اتنا لحاظ و پاس ہی / ہی خطائے عمر پہ حاصل پشیمانی مجھے
مور ہون لیکن سلیمان کی ہی دعوت کا خیال / قطرہ ہون منظور ہی دریا کی مہمانی مجھے
شوق کہتا ہے کہ برق طور سے آنکھین لڑین / آنکھین دکھلاتا ہی کیون پاس لن ترانی مجھے
سجدہ کرنے سے چمک جاتا ہے انسان کا نصیب / اختر بخت رسا ہے داغ پیشانی مجھے
محو کیجئے عیب اپنا نظر آئے نہ اورون کی خطا / کاش روز حشر کی ملجائے عریانی مجھے

چشم گویا ہے مری ہر دم کہ گوہر بار ہوں
چہرہ کہتا ہے کہ آتی ہے زر افشانی مجھے

مثل ناوک ہو گئی ہیں اسکی باتیں دل کے پار
ہے لب لعل اوس پری کا لعل پیکانی مجھے

جسکی جمعیت میں فرق آیا ہوا میں منتشر
غنچۂ جیب اچٹکا ہوئی حاصل پریشانی مجھے

اے فلک خوبان عالم سب مقلد ہیں ترے
تو نظر آتا ہے رسم جور کا بانی مجھے

دل کی رقت فرض ہے عشاق کو وقت نماز
آنسوؤں کا چاہیے پھر وضو پانی مجھے

یاد اتنا تو ہے اے آباد دیکھا ہے اسے
کیسے دیکھا کس جگہ ہے یہ ہی حیرانی مجھے

غزل نعت جناب حکیم مرزا احمد یار بیگ صاحب بریلوی شاگرد حضرت قیصر بریلوی

یا اٰلہ العالمین دے قرب سلطانی مجھے
دور کے طیبہ سے ہے بیحد پریشانی مجھے

فرقت شہ میں چلا ہیں جلد آکر لے سنبھال
بیقراری اشکباری سوختہ جانی مجھے

میں غلام شاہ والا ہوں مجھے کچھ غم نہیں
بیسر والے کی ہے کافی بس نگہبانی مجھے

خوف ہے کیا حشر کا جو ہوگا دیکھا جائیگا
دیکھنا ملجائیگی جنت بہ آسانی مجھے

سر مرا ہو اور سنگ در رسول پاک کا
ایسی قسمت دیدے یارب ایسی پیشانی مجھے

لایق شان اونکی ہو تعریف تو تعریف ہے
لفظ ملتے ہی نہیں بہر ثنا خوانی مجھے

اب ملجائیں اگرچہ لاکھ دقت سے ملیں
میں یہ سمجھوں ملگیا سب کچھ بآسانی مجھے

ان ہوا ہے صاف ظاہر کہ دونوں ایک ہیں
ہیں احادیث نبی آیات قرآنی مجھے

تشنۂ دیدار ہوں مجھپر کرم کی ہو نظر
ابر رحمت آپ ہیں درکار ہے پانی مجھے

سر ورِ دیباچہ کی مدحت سرائی کر نصیب
دی زبان تونے تو دے یارب زبادانی مجھے

جوش پہ دریائے رحمت ہے شفاعت کے سبب
لب پہ ہر عاصی کی ہے پانی مجھے پانی مجھے

مری قسمت میں گدائی تھی تو اونسے مانگتا
بیجو پیش آئی تھی ملتی ایسی پیشانی مجھے

عرض کر لینے دے حالت سرور دیباچہ سے
آنکھ اوٹھا لینے دے ذرا تو اے پشیمانی مجھے

آپکا دیدار تو کر لوں ٹھہر اے اضطراب
دل ذرا لینے دے ٹھنڈا سوختہ جانی مجھے

تشنگی حشر کا کیا خوف احمد شاہ دین
کوثر و تسنیم کا پلوائینگے پانی مجھے

الیضاً

ساز و سامان مین بھی ہے بے سامانی مجھے
ہے برنگ بو قبائے گل مین عریانی مجھے

باعث غم کیون نہو زر کی فراوانی مجھے
مثل غنچہ ہونیوالی ہے پریشانی مجھے

تھا جو محنت کش اذیت سے طبیعت رک گئی
ہاتھ آئے پا یہ جولانی سے جولانی مجھے

خوب باتون مین اوڑایا اوس پری نے لکھ کے خط
تختہ کاغذ ہوا تخت سلیمانی مجھے

آب دندان سے خجل ہو کر یہ کہتا ہے گہر
ڈوب مرنے کے لیے ہے میرا ہی پانی مجھے

بے زری مین فقر کی دولت سے مالا مال ہون
تیغ جوہر دار ہون عزت ہے عریانی مجھے

جامۂ تن سے خوشی مین روح باہر ہو گئی
عید ہے اللہ اکبر روز قربانی مجھے

دشمنی اوسکی الٰہی کیا قیامت ڈھائیگی
دوستی جسکی ہوئی ہے دشمن جانی مجھے

اونسے شکوہ کر کے اپنا آپ شاکی ہو گیا
وہ پشیمان ہو گئے ہے یہ پشیمانی مجھے

وہ بگڑ کر چلدئے دل اب سنبھلنے کا نہین
چین اب لینے نہ دیگی چین پیشانی مجھے

کوئی ایسا ہے نہو یہ بات ہے مانی ہوئی
یار کی تصویر کا دھوکا نہ دے مانی مجھے

تھا تصور سے شب فرقت جو حاصل لطف وصل
شب بھر آیا کی نظر اک صبح نورانی مجھے

بنگیا تصویر حیرت دیکھکر تصویر یار
اسکے کیا معنی مین حیرت ہے یہی مانی مجھے

میکشی کی لت سہی آخر مسلمان تو ہون
توبہ توبہ توبہ کرکے ہو پشیمانی مجھے

کمسنی مین کمسنون پر لوٹ ہو جانا وہ ہائے
یاد آجاتی ہے اب بھی اپنی نادانی مجھے

نام بھی باقی نہ رکھا تو نے ای سوز گداز
کسطرح ڈھونڈھے اگر ڈھونڈھے پریشانی مجھے

سرو قمری کو دیا بلبل کو گل تم کو غرور
خاک کر دینے کی خاطر سوز پنہانی مجھے

پردہ اوٹھتا تھا کہ پردے آنکھ کے پردے کھنچے
کون دیکھے کسکو دیکھے ہے یہ حیرانی مجھے

کس زبان سے شکر منعم ہو سکے احمد ادا
بھوک مین دیتا ہے رزق اور پیاس مین پانی مجھے

جناب حافظ محمد جان صاحب حافظ تلمیذ حضرت قیصر بریلوی

مل گیا رونے سے وہ مہوش پر آسانی مجھے	خضر بنکر لے گیا منزل پہ یہ پانی مجھے
پھر مرد ان بھی اگر آئیں وہ مرقد پر مرے	پھر نہو کچھ تا دم محشر پریشانی مجھے
جن نہیں ہے سر پہ میرے عشق کا آنا ہے	نفع کیا دیگا بھلا نقش سلیمانی مجھے
بڑھ گیا جوش جنون اور ہو گئی حالت خراب	ایک نظر تو دیکھ لے تو آکے اے جانی مجھے
وصل کی شب بھی شب ہجران سے کچھ کم نہیں	صبح کے غم سے ہے اس درجہ پریشانی مجھے
مجکو اے حافظ رہیگی نار دوزخ سے اماں	بر زبان ہیں یاد سب آیات قرآنی مجھے

جناب مرزا یعقوب بیگ صاحب جرأت خلف و تلمیذ حضرت قیصر بریلوی

ملگئی دیوانگی کی جب سے ویرانی مجھے	جامہ زیبی سے کہیں بہتر ہے عریانی مجھے
یہ تعجب ہے اسکی ہے پریشانی مجھے	آئنہ دیکھیں تو وہ ہو جائے حیرانی مجھے
ہجر کا قصہ تو کہنا غم سے ہے طول امل	طول محشر ہے شب فرقت کی طولانی مجھے
کشمکش میں جان ہے وہ آئے جب آئی اجل	نزع میں اب خاک ہو امید آسانی مجھے
غیر کو اوس در تک آتے کس سے دیکھا جائیگا	یوں تو ہے منظور سر آنکھوں پہ دربانی مجھے
ہے بہت دشوار اوس کوچہ میں ویسے گزر	تجھسے کچھ امید ہے تائید یزدانی مجھے
وہ سمجھتے ہیں کہ میں یوسف سے بڑھکر ہوں حسین	روٹھ بیٹھے ہیں کہا کیوں یوسف ثانی مجھے
ہوں وہ دیوانہ کہ ہر دن اپنی صورت دیکھکر	دیکھنے سے آئنہ ہو جائے حیرانی مجھے
غیر کی قسمت تو غیر کے ہاتھ آجاتی نہیں	کیوں نہ دی لکھنے کو یارب میری پیشانی مجھے
ہو گیا رونے سے اپنے راز الفت آشکار	ہائے لے ڈوبا خود اپنی آنکھ کا پانی مجھے
میری قسمت کا لکھا میں بے خبر اللہ ہے	اور وہ جانیں کہ کیا کل کو ہے پیش آنی مجھے
جانتا ہوں نظم کرنا ایک مدت ہو گئی	آجتک آئی نہیں جرأت سخندانی مجھے

جناب منشی دلاور حسین خانصاحب دلآور بریلوی تلمیذ حضرت قیصر بریلوی

ہے جو کشکول گدائی تاج سلطانی مجھے
بوریائے فقر ہے تخت سلیمانی مجھے

جانکر اونکا ہوئی حاصل خدادانی مجھے
جان سے بھی پیارے ہین محبوب یزدانی مجھے

ہے طفیل رحمت اللعالمین ورنہ کبھی
مژدۂ جنت نہ دیتی شان رحمانی مجھے

نکہت زلف رسا سے بس گیا ایسا دماغ
مشک کی خوشبو سے ہوتی ہے پشیمانی مجھے

دیکھیے دیدار ہوتا ہے نبی کا یا نہین
عمر بھر یون ہی رہے گی کیا پریشانی مجھے

جنکا ہمسر ہے نہ ہو جو سب سے اعلی ہو چکے
خواب ہی مین وہ دکھا دین شکل لاثانی مجھے

شافع محشر میرے سر پہ ہین مین اونکا غلام
حشر مین کیون ہو گناہون سے پشیمانی مجھے

عذر تقصیر ثناخوانی اگر مقبول ہو
میری نادانی بھی ہو جائے خدادانی مجھے

کیون نہو مشکل کشا کے ماننے والون مین ہون
کھولنے مین عقدۂ لاحل کے آسانی مجھے

تشنگی حشر سے جب ہو میری حالت خراب
یا رسول اللہ کوثر کا ملے پانی مجھے

زلف محبوب خدا کا سر مین سودا ہو گیا
آسئے ذلا ورنہ کیون نظر آئی پریشانی مجھے

جناب منشی واجد خانصاحب صادق بریلوی تلمیذ حضرت قیصر بریلوی

ہکتا ری اوس پری سے ہو آسانی مجھے
ایخدا ملجائے جو محمل سلیمانی مجھے

دست نازک کو چلانا تیغ کا بھاری پڑا
ہوگئی سوہان روح آخر گرانجانی مجھے

صورت یعقوب حیران ہون الٰہی کیا کرون
اب نظر آتا نہین وہ یوسف ثانی مجھے

کسقدر آرام و عشرت سے مین سویا بعد دفن
گوشۂ تربت بنا ہے قصر خاقانی مجھے

مجھکو انسبرتن سے نفرت اور ہو دنیا سے تنگ
ملگیا روز ازل طبع مین عریانی مجھے

چھٹ کے ہستی سے سیہ زندان مرقد مین پھنسا
کالا پانی ہوگیا تلوار کا پانی مجھے

شربت دیدار کا پیاسا تھا قسمت دیکھنا
میرے قاتل نے پلایا تیغ کا پانی مجھے

دیدیا دل ایک طفل برہمن کو دیکھیے
کیا دکھائے گی خدا جانے یہ نادانی مجھے

ہجر مین طوفان اوٹھا کر کشتی تن غرق کی
دیدۂ تر نے دکھائی خوب طغیانی مجھے

رہتے رہتے دشت میں صادق میں خوگر ہو گیا
اب نظر آتی ہے آبادی بھی ویرانی مجھے

جناب مرزا احسن بیگ صاحب ضرغام تلمیذ حضرت [illegible] بریلوی

لیجلے دریا کو گر وہ سوز کا بانی مجھے
مچھلیاں کہدیں کہ دشمن ہو گیا پانی مجھے

ہوتی ہے اپنے کیے پر جب پشیمانی مجھے
دیتا ہے تسکین آکر مقفل بانی مجھے

دیکھکر مجکو پسینہ اوسکے رخ پر آ گیا
صاف طینت تھا دیا آئینہ نے پانی مجھے

قتل کرتا غیر کو ہے اک نگاہ ناز سے
مارتا ہے اسطرح وہ ظلم کا بانی مجھے

بار سر سے ہو سبکدوشی نہو احسان موت
قتل کر دے بے جھجک اے ظلم کے بانی مجھے

موت کا شربت ملے پیاسا ہوں یارب العطش
یا الٰہ العالمین دے تیغ کا پانی مجھے

کر رہا ہوں سیر صحرائے سخن کی اندنوں
چاہیے صحرا کہو چاہے بیابانی مجھے

جذبۂ دل سے ذرا بھی کام میں لیلوں اگر
تم تو تم ہو حور ملجائے بہ آسانی مجھے

میری برگشتہ نصیبی دیکھئے دکھلائے کیا
کسکے در پر دیکھئے رکھنا ہو پیشانی مجھے

ایڑیاں مجھ سے رگڑوا دیں پھرایا کو بکو
دیکھیے کیا اور دکھلاتی ہے پیشانی مجھے

چھوڑیے اغیار کو کیجئے مجھے کو آج قتل
عید قربان ہے سمجھیں آپ قربانی مجھے

ہے بقا باللہ کہتے ہیں فنا فی اللہ جسے
میں تو باقی ہوں غلط کہتے ہیں سب فانی مجھے

دیدی قسام ازل نے دونوں کو ایک ایک چیز
حسن کی شاہی تمہیں اور خانہ ویرانی مجھے

میری عالی ہمتی ضرغام اس پایہ کی ہے
کیسی ہی مشکل ہو ملجائے بہ آسانی مجھے

جناب حکیم عبد العلی خانصاحب عابد بریلوی تلمیذ حضرت قیصر بریلوی

کیوں تلاش خلد میں ہوتی پریشانی مجھے
کاش ملجائی درِ اقدس کی دربانی مجھے

آپکی علم لدنی کا جو لکھا میں نے وصف
جوہر اول نے لکھا جوہر ثانی مجھے

نور سرور دو عالم ہے تصور میں میری
ملگئی کیا حضرت آدم کی پیشانی مجھے

ہو دو چار اون سے کوئی عابد یہ کسکی مجال
شش جہت میں وہ نظر آتی ہیں لاثانی مجھے

ہین غلام اونکا وہ آقا ہین مرے پھر کیا الم
روزِ محشر مکتفی ہوگی ثنا خوانی مجھے

پیاس یاد آئی جو شاہِ کربلا کی پیاس مین
خون کی صورت نظر آنے لگا پانی مجھے

عابد اپنے ساتھ جو انوارِ عرفان لیچلا
شمعِ مرقد بنگیا ہے داغِ پیشانی مجھے

دیگر

ہے یہ گشتہ نصیبی سے پریشانی مجھے
ڈھونڈھنے کو آگ اگر جاؤن ملے پانی مجھے

ڈالدے دینی آگ مین ہے سوختہ جانی مجھے
العطش ہے العطش پانی مجھے پانی مجھے

چشمِ فتان نے بنایا محوِ حیرانی مجھے
کردیا زلفون نے سرتاسر پریشانی مجھے

وہ بھی حیران ہوا کہی دسے جو حیرانی مجھے
ہو پریشانی اوسے دے جو پریشانی مجھے

آگ جب لگتی ہے دلمین اشک ہوتے ہین روان
سوزِ پنہان کی خبر دیتا ہے یہ پانی مجھے

پھر بندھی جبکہ مشاطہ نے کھولا اونکے بال
ہوگئی جمعیتِ خاطر پریشانی سے مجھے

محوِ آرایش ہوئی وہ دل کی خواہش ہے یہی
دلمین رکھ لے آئنہ اب جانے حیرانی مجھے

شعلہ رو کوئی ہے کوئی آئینہ رخسار ہے
بزمِ خوبان دیکھکر کیون ہو نہ حیرانی مجھے

زندگی پر خاک ڈالی تب ملا تربت مین چین
کیسی مشکل سے ہوئی حاصل تن آسانی مجھے

غیر کو چاہِ ذقن کا تمنے بوسہ دے دیا
پانی پانی کردیا اے یوسفِ ثانی مجھے

ہے نہ کچھ دشمن کا کھٹکا اور نہ کچھ رہزن کا خوف
وجہ راحت ہے میری بے سازو سامانی مجھے

جسکو کہتے ہین بقا وہ درحقیقت ہے فنا
نیستی سے کم نہین ہے ہستیِ فانی مجھے

تجھمین گردون مین زمین و آسمان کا فرق ہے
وہ عدوی عیش ہے تو دشمنِ جانی مجھے

منہ عرق آلودہ ابرو کی صفت مین بند ہے
یہ تعجب ہے کہ سرمہ بنگیا پانی مجھے

ہوگیا ہون مین توکل کے سبب سے بے نیاز
بے سرانجامی نے دی ہے بے سروسامانی مجھے

مین خموشی سے ہوا ہون عالمِ علمِ کلام
ہے یہ ہمہ دانی سے عابد بڑھکے نادانی مجھے

جناب شیخ مسیح اللہ صاحب غمگین بریلوی تلمیذ حضرت قیصر بریلوی

ہجر کا کچھ غم نہیں ہے، ہے پریشانی مجھے
کرتی ہے اے دردِ دل کی آج مہمانی مجھے

جسطرف دیکھا نظر آیا وہ لاثانی مجھے
ہے عجب نیرنگ قدرت عالمِ فانی مجھے

جسکی سوزش سے زبان پر آگ کی ہو الحفیظ
آج اشکِ گرم دکھلا دے تو وہ پانی مجھے

کیا حساب اپنا لیا جائیگا اب روزِ حساب
سب کے حصہ کی خدا نے دی ہے نادانی مجھے

عہدِ طفلی میں بتوں کا میں جو دم بھرنے لگا
دیدیا گنگا کا گھٹی میں مگر پانی مجھے

کوئے جاناں میں پہونچنا بھی مجھے دشوار ہے
ناتوانی ہوگئی زنجیرِ زندانی مجھے

مجکو ہوتی ہے تسلی بھی تمہیں کو دیکھکر
اور تمہیں کو دیکھکر ہوتی ہے حیرانی مجھے

وہ اگر نکلے تو پہلو سے نکلجائے گا دل
ہے خیالِ یار کی لازم نگہبانی مجھے

غم سہے صدمے اوٹھائے جان کے اپنے پہ ہائے
دے کے دل اونکو ہوئی کیسی پشیمانی مجھے

زینتِ فقر و گدائی بھی ہے وجہِ رونق بھی
ہوگیا کشکول میرا تاجِ سلطانی مجھے

اونکو خالق نے بنایا ہے نرالا دہر میں
ہر ادا اونکی ہے تلقینِ قوتِ روحانی مجھے

جناب سید اشفاق حسین فایق جعفری بریلوی شاگرد حضرت قیصر بریلوی

دیکھنا ہے آہ تیری آتش افشانی مجھے
ہر دہانِ زخم گویا ہوکے دے پانی مجھے

وصف میں روئے کتابی کے ثنا خوانی مجھے
ہے کتابِ سادہ کی اوراق گردانی مجھے

شاد ہوتا ہوں جو ہوتی ہے پریشانی مجھے
دی ہے وہ طینت ہیولیٰ خالق نے پیشانی مجھے

پردہ رکھتا ہے جو اس پردہ نشین کے عشق کا
کہنے دیتا ہی نہیں کچھ رازِ پنہانی مجھے

خواب میں اوس طفل حسین نے لکھی ہے تختی کیا
دے رہا غم کا سبق ہے خطِ پیشانی مجھے

کچھ بدلنے کی ضرورت اور نہ حاجت شوب کی
اس لئے مرغوب ہے ملبوسِ عریانی مجھے

دیدیا دل میں نے اونکی بھولی صورت دیکھکر
عمر بھر اپنی رہے گی یاد نادانی مجھے

کون سے عالم میں تنہا آیا ہوں کس عالم سے میں
ہوگئی یہ شورِ محشر سنکے حیرانی مجھے

وادیٔ پرخار میں ٹوٹے جو میرے آبلے
ہر زبانِ خار پر تھا مل گیا پانی مجھے

چھیڑ کو بوسے کبھی دو وادار کے باتین بھی سنو
گالیان دے دے کے دیکے دو الٹی پشیمانی مجھے

اپنے سایہ سے مجھے وحشت ہے وہ وحشی ہون
اپنی صورت دیکھکر ہوتی ہے حیرانی مجھے

دیدۂ تر سے رہے صحرا نوردی مین لحاظ
سوت جاری ہون اگر درکار ہو پانی مجھے

جب مین جانون دونون لاوین کوئی ایسا ڈھونڈ کر
مین ترا ثانی تجھے اور تو مرا ثانی مجھے

مجھکو اک خوش چشم سے قائل محبت نے کیا
خود وہ وحشی ہین جو کہتے ہین بیابانی مجھے

جناب منشی قمر علی صاحب قمر بریلوی تلمیذ حضرت قیصر بریلوی کے

دلمین رہ رہ کر یہی آتی ہے جولانی مجھے
آپکے دلدل کی ملجائے نگس رانی مجھے

درگہ عالی کی ملجائے جو دربانی مجھے
ہفت کشور کی نہو منظور سلطانی مجھے

اوسکی رحمت ہو تو سجدونکے اثر سے روز حشر
داغ مہر لائے نظر یہ داغ پیشانی مجھے

قسمت ایسی ہی کہان جو دید بیداری مین ہو
خواب ہی مین وہ دکھا دین روئے نورانی مجھے

آپکی ادنی توجہ ہو تو حاصل ہو ابھی
شوکت جاہ و حشم توقیر سلطانی مجھے

بخشوا لیجیے گنہ میرے خدائے پاک سے
روز محشر کچھ نہو شاہا پشیمانی مجھے

سلسلہ جنت کا ہے یہ اور وسیلہ خلد کا
گیسوئے اطہر سے کیون ہوتی پریشانی مجھے

سر پہ عالم شفاعت جلد فرمائین حضور
گرمئ محشر سے بیحد ہے پریشانی مجھے

خواب ہی مین مجھکو حاصل ہو جو دیدار حضور
جنت الفردوس ہو یہ عالم فانی مجھے

مجھکو ہو سکتی تھی جرات نعت گوئی کی کبھی
لطف حضرت سے ملی ہے یہ سخندانی مجھے

سایہ بال ہما گویا مرے سر پر پڑے
اونکے روضہ کی جو ملجائے نگہبانی مجھے

شافع محشر کی مدحت لکھ رہا ہون اے قمر
مژدۂ جنت سنائین پاک رحمانی مجھے

مولوی مرزا رستم بیگ صاحب قیصر بریلوی تلمیذ حضرت عزیز مرحوم

کیسے کیسے مجھے یا چشم [illegible] بانی مجھے
آپ مین حیران ہون کیسی ہے حیرانی مجھے

سہل ہو جاتی ہے ہر مشکل پہ آسانی مجھے
سنگ بھی زیر قدم آئے تو ہو پانی مجھے

کسطرح کس شکل سے ہے قدر عریانی مجھے ۔ پردہ ظلمت ہی ہوا جو مفت ارزانی مجھے
ہے نہین ہے حسرت دیدار حیرانی مجھے ۔ چاہیے ہی پہلے آنکھون کی نگہبانی مجھے
بادہ و آب بقا مین ہو اگر مجکو تمیز ۔ دودھ کا ہو دودھ اور پانی کا ہو پانی مجھے
ناخن شمشیر قاتل بھی یہان عاجز ہوا ۔ بنگئی ہے عقدۂ لاحل گرانجانی مجھے
دفتر عالم مین جو فرد بشر ہے فرد ہے ۔ جسکو دیکھا وہ نظر آتا ہے لاثانی مجھے
پھر بہار آنے کو ہے دست جنون ٹہیرو کوئی ۔ پھر اشارون سے طلب کرتی ہے عریانی مجھے
مصحف جاہل تھا تو مجکو کچھ نہین معلوم تھا ۔ علم پڑھنے سے ہوا ہے علم نادانی مجھے
مے کی گرمی سے جو پیدا ہوگیا دوران سر ۔ بنگیا ہے شعلۂ جوالہ ہر پانی مجھے
پردہ پوشی کے لیے دامان صحرا کم نہین ۔ تنگ کیون کرتی ہے بیجا ننگ عریانی مجھے
عمر ساری ہوگئی دنیا کے جھگڑون مین بسر ۔ دردسر کے واسطے کیا دی ہے پیشانی مجھے
شاعری ہے کوہ کندن کہ برآوردن کا نام ۔ اس مشقت نے کیا سخن آسانی سے مجھے
ہوگیا ہے میری عبادت کا ہر زائد دون ہی نام ۔ بنگیا مہر سلیمان داغ پیشانی مجھے
خوشخرامی اوس پری کی نزع مین آئی جو یاد ۔ ہوگئی طاؤس بسمل کی پرافشانی مجھے
خواہش اخلاص کے پوچھونگا کچھ [illegible] ۔ کاروان شوق کی کرنی ہے مہمانی مجھے
ایکدم مین چاک کرڈالون لباس زندگی ۔ تیغ عریان کی اگر ملجائے عریانی مجھے
لیگیا ہے زور آب ودانہ اونکی بزم مین ۔ اب ملیگا دانۂ انگور کا پانی مجھے
عکس روئے سادہ کسصورت سے آئینہ مین ہو ۔ آئینہ مین آئینہ کیون ہو نہ حیرانی مجھے
آتش نو جنت ہی جو میری سرنوشت ۔ دے سمندر کی اگر سوختہ جانی مجھے
اونکی صورت دیکھکر پھر کچھ نظر آتا نہین ۔ ہوکے عالم مین لیے پھرتی ہے حیرانی مجھے
دیکھتا ہون صانع قدرت کی صنعت باغ مین ۔ ہر رگ گل ہوگئی ہے خامۂ مانی مجھے
حسن باطن حسن ظاہر مین ہے ای قیصر نہان ۔ بت پرستی نے سکھائی ہے خدا دانی مجھے

جناب میرزا محمد سعادت یار بیگ صاحب بریلوی تنجر شاگرد حضرت عزیز مرحوم

ایک زہرہ وشی کی ہے منظور مہمانی مجھے
چاہ بابل سے منگانا چاہیے پانی مجھے

دیکھکر حسن عقیدت مین مرا ثانی سے مجھے
جام مے ساقی نے اکثر دیدیا پانی مجھے

جوشش وحشت مین ہے زیبا چاک دامانی مجھے
تیغ کی صورت ہے زینت میری عریانی مجھے

پس سمجھ مین اسقدر آیا لکھا تقدیر کا
لوح تربت دے گی اکدن لوح پیشانی مجھے

صورت آئینہ ہاتون ہاتھ لیتے ہین حسین
باعث عزت ہوئی ہے میری حیرانی مجھے

ہون نرالا مین بھی وحشت بھی نرالی ہے مری
عار ہے پوشش مجھے ہے ننگ عریانی مجھے

عمر ساری بیخودی و بیہوشی مین کٹ گئی
کیا خط ساغر تھا میرا خط پیشانی مجھے

پھر کہاب اوس گل کے جب جاتا ہون سیر باغ کو
جب بلکتا ہی دورہی سے سرو بستانی مجھے

میرے رونے سے پگھل جاتا ہے دل اس شوخ کا
ہے تماشا آگ بنجاتا ہے یہ پانی مجھے

منقبض ہے غنچۂ دل منتشر ہوش و حواس
ساتھ جمعیت کے ہے حاصل پریشانی مجھے

کہہ رہی ہے سہرا اونکی یہ اونکی شکل سے
پیچھے کھینچے تجھکو پہلے کھینچ لے مانی مجھے

وہ درخت بے ثمر ہون گلشن عالم مین مین
مین اگر جنت مین ہون رضوان نہ دے پانی مجھے

چشم گریان ہو تو پھر تردامنی کا کیا خیال
ناپشیمانی سے اپنی ہے پشیمانی مجھے

مل نہین سکتی جسے جو وہ اوسے نعمت نہین
جو خضر کو آب حیوان ہے وہ ہے پانی مجھے

مین کبھی تنجر خدا کا نام بھی لیتا نہین
پھر اسی موہنہ سے ہے دعوائے خدادانی مجھے

مونس جناب احمد علیخان صاحب عرف محمد صاحبداد خان تلمیذ حضرت قیصر بریلوی

بچگیا خنجر سے اونکے ہے پشیمانی مجھے
ایکدن لے موت مارے گی گرانجانی مجھے

صاحب قدرت بدل دے غیر سے قسمت مری
میری پیشانی اوسے دے اوسکی پیشانی مجھے

ہر رگ و پے مین ہے میرے عشق زلف یار کا
خاطر مجموع سے بھی ہے پریشانی مجھے

حشر مین مانگا اونہین کو حق سے حورین چھوڑکر
ہوتے ہوتے رہگئی اون سے پشیمانی مجھے

اوٹھ کے مین اوسکی گلی سے ہی یقین جاؤنگا
ہے موافق سر زمین یار کا پانی مجھے

دیکھ لین تصویر کو اپنی تو مٹجائے غرور
دم سمجھتے ہین بنایا حق نے لاثانی مجھے

یا الٰہی یہ اثر دیدے تو حسن و عشق مین
مین کہون بیمثل انکو اور وہ لاثانی مجھے

اوس پری رو کو مقید شیشۂ دل مین کیا
نقش الفت ہوگیا نقش سلیمانی مجھے

سبز خطون کی محبت مین ہوا قصہ تمام
چاہیے اے دوستو دینا کفن دھانی مجھے

گھر سے باہر جوش وحشت مین مین کیون کھون قدم
کم نہین صحرا سے میری خانہ ویرانی مجھے

آگیا ہے جب سے دل مونس کسی بیرحم پر
لخت دل تو ہے غذا خون جگر پانی مجھے

جناب شیخ محمد اسحاق صاحب طالبعلم اسکول لیونگ کلاس گورنمنٹ ہائی اسکول بیسلی تلمیذ حضرت قیصر بریلوی

اک زمانہ تھا کہ تھا ذوق تن آسانی مجھے
اب وہی مین ہون کہ بھاتی ہے پریشانی مجھے

جوش گریہ ہے پیام سوز پنہانی مجھے
آگ لگنے کی خبر دیتا ہے یہ پانی مجھے

دلمین آتے ہین ہزارون طرح کے وہم و خیال
کچھ بتا تو دیجیے وجہ پریشانی مجھے

المدد اے ضبط گریہ المدد اے تاب غم
کر نہ دے رسوا کہین میری پریشانی مجھے

لیچلے یارب بہا کر کوچۂ محبوب مین
غرق کیون کرتی ہے اشک غم کی طغیانی مجھے

رک نہ جائے چلتے چلتے خنجر قاتل کہین
دیکھ شرمندہ نہ کرنا اے گرانجانی مجھے

یہ تو مانا مرگ دشمن باعث فرحت ہوا
مار ڈالے گی مگر انکی پریشانی مجھے

خط مین لکھنے تو انہین جو جی مین آیا لکھدیا
اب ہے اپنی اس حماقت پر پشیمانی مجھے

اوسکی یکتائی مین بٹہ لگ نہین سکتا کبھی
ہو یقین کسطرح تیری بات کا بانی مجھے

بات کی گستاخیون کا ذکر جانے دیجیے
آپ کی باتون سے ہوتی ہے پشیمانی مجھے

ہر کمالے را زوالے یہ مثل مشہور ہے
کیون نہ ہو وجہ خوشی غم کی فراوانی مجھے

عید قربان آئے اور ان سے گلے ملنا ہو
آج کرنے دو عزیزو دل کی قربانی مجھے

کس کو دردِ دل سناؤں سننے والا ہی نہیں
ہجر میں کیا خاک ہو لطفِ غزلخوانی مجھے

کثرتِ مضمونِ سوز و کلفت و اندوہ سے
ہوگئی ہے شعر خوانی مرثیہ خوانی مجھے

لوگ کہتے ہیں حسین اچھے سے اچھے سیکڑوں
کوئی دکھلادے مرے محبوب کا ثانی مجھے

اُن کا دم بھر کیلیے آنا قیامت ہوگیا
آج کل سے بھی زیادہ ہے پریشانی مجھے

اپنا سمجھانا بجھانا ناصحو رہنے بھی دو
اور ان باتوں سے ہوتی ہے پریشانی مجھے

بیوفا و میرے کہدینے سے کیا تم ہوگئے؟
ایک کیا، سو بار کہہ لو جور کا بانی مجھے

عیش و عشرت میں مزہ آنے کے دن بیتا ہو
ابتو اک مدت سے بھاتی ہے پریشانی مجھے

آبِ تیغِ یار ہو یا شربتِ دیدارِ یار
باعثِ تسکینِ خاطر ہیں یہی پانی مجھے

دو رخی ہونے نہ دیں گے میرے اشکِ انفعال
آگ سے محفوظ رکھے گا یہی پانی مجھے

ہوگیا عالم سے عالم آفریں کا آشنا
اس بنا سے کھل گئی کیفیتِ بانی مجھے

پھر دلِ شیدا کسی کی یاد میں بیتاب ہے
پھر وہی ہے آج پہلی سی پریشانی مجھے

میری خاطر اُن سے سرگرمِ سفارش غیر ہیں
ہوگئی ہیں مشکلیں اسبابِ آسانی مجھے

بلبلِ شیدا اسیری میں ہوں ناشاط نغمہ سنج
طالب العلمی میں ہے شوقِ غزلخوانی مجھے

منشی احمد یار خانصاحب وفا بریلوی تلمیذ حضرت قیصر بریلوی

ہوگئی حاصل بتکمیل ثنا خوانی سے مجھے
مصرعۂ اولیٰ بنا ہر مصرعۂ ثانی سے مجھے

الٰہی ہے یہی تختِ سلیمانی سے مجھے
ہو میسر مصطفیٰ کی در کی دربانی مجھے

گیسوے سردارِ عالم کا تصور دلمیں ہے
پھر بھی منہ دکھلائے کیا سنبل پریشانی مجھے

روزِ محشر کسطرح جاؤنگا پیشِ کردگار
جرم و عصیاں سے نہایت ہے پشیمانی مجھے

[illegible] تقسیم جب ہونے لگی روزِ ازل
کی عطا خالق نے حضرت کی ثناخوانی مجھے

المدد اے ناخدائے ہر دو عالم المدد
بحرِ عصیاں کی نہ کر دے غرقِ طغیانی مجھے

[illegible] پڑھونگا نعت کے اشعار جب پیشِ حضور
حشر میں ملجائے گی جنت بآسانی مجھے

سو شہنشاہی سے بڑھکر اک غلامی آپکی
لاکھہ شاہی سے ہی بہتر ایک دربانی مجھے

بس تمنا یہ ہی خواہش یہی حسرت یہی
وقت آخر یا نبی ہو جائے آسانی مجھے

وقت طیبہ میں پھروں اڑتا ہوا شوق سے
ہر بگولا ہو اگر تخت سلیمانی مجھے

ای وفا فکر رسا کو ہوگیا اقرار عجز
نعت کے میدان میں پھر بھی ہی جولانی مجھے

جناب منشی محمد طالب حسین خانصاحب طالب شاگرد خاص قیصر

بحر طوفان ہوگیا ہے چشم کا پانی مجھے
اپنی کشتی میں جگہ دیں آدم ثانی مجھے

گھر میں آتا ہی نظر سامان ویرانی مجھے
سایہ اپنا بنگیا غول بیابانی مجھے

زندگی میں تو نہ پایا ایکدم بھی میں نے چین
گوشۂ تربت میں شاید ہو تن آسانی مجھے

گر نہ اتنا صرف گریہ میں کہ سوز دل بڑھے
پھر کہاں سے دیگی تو ای چشم تر پانی مجھے

دینا تشبیہ اس قدم بالا سے میں اسکو ضرور
چال اپنی جو دکھاتا سرو بستانی مجھے

باغ عالم میں برنگ گل نہیں بھی خوش لباس
زیب دیتی ہے مگر میری عریانی مجھے

ہوں ادب دان محبت کیوں ہوں پابند رسوم
کیوں ہو پاس آبرو کیوں ننگ عریانی مجھے

کب اسیر زلف پیچان کو ہو آزادی کہیں
جادۂ صحرا ہوا زنجیر زندانی مجھے

بات کرنے سے نکہ ہوتے ہیں آئینہ رو
حال دل کیسے کہوں ہے سخت حیرانی مجھے

خون غم شبیر میں اپنا ہوا یا معین
اور شبیر کے الم میں زہر ہے پانی مجھے

بدگمان وہ ہو نہ جائے اسلئے کرتا نہیں
قیصر کا شکوہ ہے طالب راز نہانی مجھے

جناب منشی نیاز اللہ خانصاحب ظریف بریلوی سے

اسکی کچھ پروا نہیں ہو - ہے جو عریانی مجھے
ہاں مگر کھانیکو کم ہے غم ہے بریانی مجھے

دودھ ملیدا نیکو ہے طیار بے سانی مجھے
ملگئی ہے ان دنوں اک بھینس لاثانی مجھے

ہے نہیں ہستی نہیں کچھ شوق بریانی مجھے
دیتے ہیں کیوں آپ بیگن بھرلوانی مجھے

کہئے اس بدذات کو کیونکر نہ میں دیدوں طلاق
گالیاں دینے لگی منہ پر سو کھانی مجھے

شتر مرغ کھائے غیر ہضمیات مجھے دیتے دال ساگ
وہ سوال وصل پر کہتے ہیں مجھ سے بار بار
ہیں برا خفقان نہیں ہے تتنے سمجھ رکھا ہے کیا
آجکل بھی ٹوپیاں ٹرکی نہیں جو اوڑھتے
جا کے پھر آتا ہوں پھر جاتا ہوں پھر آتا ہوں گھر
سچ ہے ہوتی ہے مناسب کی سبھی کو جستجو
ہیں لئے دنیا کو سمجھے رکھا ہے کشت آخرت
وزن بھی اس بحر کا اچھی طرح جب یاد ہے
بید مشک کا فروہ کہدینے سے عادی ہو گئے
شیخ جی تو مر گئے جن سے تھی نخفا ظریف

عنبر کو تو چھٹے ہنسنا ہیں کوڑی دیں کانی مجھے
کھول کر پہلے دکھا دو اپنی پیشانی مجھے
پانی دکھلاتے ہو کیوں دیتے ہو کیوں پانی مجھے
گو وہ شہری ہوں نظر آتے ہیں دہقانی مجھے
کوچہ دلدار تیلی کی ہوئی گھانی مجھے
دل برشتہ ہوں پسند آتی ہے بریانی مجھے
سبز تیلی نے سکھائی ہے یہ دہقانی مجھے
ٹن ٹناٹن ٹن ٹناٹن ٹن ٹناٹانی مجھے
اب دکھانا ہی پڑی آنکھ مسلمانی مجھے
اب بھلا کیوں روز بلواتی ہیں شیخانی مجھے